چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی — شیخ یعقوب علی تراب احمدی — دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی

بمقام امرتسر قبل مغرب

لاہور سے واپسی پر چند گھنٹہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ۷ جون ۱۹۱۲ء کو امرتسر قیام فرمایا امرتسر کے قیام میں آپ کی غرض صرف یہ تھی کہ وہاں کی جماعت کو خصوصیت سے کچھ نصائح کریں جو باہمی اتحاد اور اصلاح حالت پر مبنی ہو۔ مگر جماعت امرتسر کی بدقسمتی کہ وہ ان قیمتی ہدائتوں سے محروم رہی ان کے لئے یہ ایک فضل تھا کہ ان کا امام سخت گرمی میں باوجود اس ضعف اور پیرانہ سالی کے ان کے گھر گیا مگر وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے بعض لوگوں سے تو ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جو میرے اپنے ایمان کے موافق سخت بیہودہ اور خلاف ادب مرشد ہے۔ انہوں نے ترکوف قائما کا نمونہ دکھایا امرتسر کے وہ لوگ جو اس نوٹ کو پڑہیں۔ وہ انہیں نصیحت دینے کے لئے سمجھائیں کہ وہ استغفار کریں۔ اور صدقہ دیں۔ سورۃ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگ کسی دکھ میں مبتلا ہوں یا ایمانی رنگ میں نقصان اٹھائیں۔ اللہ تعالی محفوظ رکھے! آمین!!

بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بعض غیر احمدی لوگوں کی تحریک پر ایک تقریر کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے قبل مغرب جبکہ عصر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے سورہ عصر پر وعظ فرمایا۔ ایڈیٹر

میرے دوستوں نے مجھے کچھ وعظ کہنے کے لئے فرمائش کی ہے اللہ تعالی نے مجھے بھی توفیق دی ہے کہ تم لوگوں کو کچھ سنادوں۔ میں اترا بھی اسی غرض سے ہوں کہ کوئی آدمی کوئی بات سن لے اور اللہ تعالی نفع دے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اور میں نے اسی نظارہ پر اس کو پڑھا ہے کہ اس میں عصر کا ذکر آتا ہے یہ وقت عصر کا ہے اور دن کا آخری حصہ ہے اور میں اس سورۃ شریف کو عصر کے وقت شروع کرتا ہوں اس نظارہ نے مجھے ادھر ہی متوجہ کر دیا کہ شاید اتنے وقت میں پوری ہو جاوے جو سورج غروب ہو

عصر کے معنی اس سورۃ کے ابتدا میں عصر کا لفظ آیا ہے۔ عصر مطلق زمانہ کا نام ہے۔ ہماری زبان میں بھی یہ لفظ ان معنوں پر بولا جاتا ہے فلاں میرا ہمعصر ہے اخبار نویس بھی یہ لفظ بولتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارے عصر نے یہ لکھا ہے غرض زمانہ کو بھی عصر کہتے ہیں۔

پھر عصر نچوڑنے کو کہتے ہیں الّتی اذا بنی اعصر خمرا۔

عصر اس حصہ کو کہتے ہیں جو ظہر کے بعد نماز کے لئے مقرر ہے یہ وہی وقت ہے جس کی ابھی نماز پڑھی ہے۔ پس عصر کے تین معنی ہیں۔ زمانہ۔ نچوڑنا اور بعد ظہر نماز کا وقت۔

قسمہائے قرآنی کی حقیقت قرآن کریم میں جہاں بڑے بڑے عجائبات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض سورتوں کے شروع میں اور بعض کے درمیان قسموں کا ذکر کیا گیا ہے میں نے قرآن مجید کی ان قسموں پر بڑا غور کیا ہے تو میں نے یہ پایا ہے کہ قرآن مجید کی قسمیں معجزانہ رنگ رکھتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے دنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ عوام۔ پھر ان سے بڑھ کر سمجھدار پھر ان سے بھی بڑھکر حکومت پیشہ لوگ

عوام میں یہ بات مشہور ہے اگرچہ اس زمانہ میں اس کے خلاف ثبوت موجود ہے کہ قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے۔ پڑھے لکھے نو تعلیم یافتہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سو گندوں کے خلاف

مختصر جواب لکھا ہے جو کانپور کے ایک طالب علم نے دیا تھا یہ اشتہار کانپور ہی میں چھاپا گیا ہے۔ اس اشتہار میں اس مکالمہ کا اقتباس بھی ہے جو مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مدرسہ جامع العلوم کے ایک طالب علم کے درمیان ہوا تھا۔ اس اشتہار کو کثرت سے پھیلانا چاہئے۔ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان ایک روپیہ کے چالیس منگوا کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ بابو معراج الدین احمدی سنیٹری انسپکٹر میونسپلٹی

ٹیچنگز آف اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور و معروف لیکچر موسومہ

کا انگریزی ترجمہ۔ اس لیکچر کے مضامین کی خوبی اور حقانیت اور عمدگی اور حقانیت اور شوکت کو ایک دنیا تسلیم کر چکی ہے اسلام کی روحانیت اور حقیقت کو آئینہ کی طرح دکھا دیا اور اس کے پڑھے جانے سے پہلے بطور اعجازی نشان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بالا رہا۔ ممالک یورپ میں اشاعت کے لئے اب کئی ہزار انگریزی میں نہایت خوبصورت چھاپا گیا ہے اور پھر یورپین مذاق کے موافق کتاب کو مجلد کرا دیا ہے اس کتاب کو کثرت سے شائع کرنا قوم کا فرض ہے۔ قیمت عہ فی جلد ہے۔ دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان سے ملیگی۔

ترجمان ایشیا ہفتہ وار

بہت جلد جاری ہوگی

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول از راہ مہربانی منگوا دیکھو۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق انواع مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے لہٰذا اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چندروزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یا امراض الحق ہوتے ہیں اور خود کشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوڑا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ

مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

۸ر و ۱۲ر

۲ر والی شیشی میں ۴۰ گولیاں جو ۸ر والی شیشی سے تگنی ہیں

۱۲ر والی شیشی

ڈون پی او باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو

سب انسپکٹر بٹالہ نے (جو ہندو ہے) کی اور چوہڑ ں کا بیان بھی اگرہم غلط نہیں کرتے نائب تحصیلدار بٹالہ کے سامنے قلمبند ہوا اور لالہ داس ... صاحب میونسپل کمشنر اور خود لالہ سنا لچند صاحب نے سب انسپکٹر کی تفتیش میں بھی اس واقعہ کو اتفاقی جتایا اور ظاہر کیا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ نہیں جیسا کہ ان کے بیان سے جو لالہ صاحب دیال صاحب نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے گورداسپور اور بٹالہ کے بعض وکلاء اور معزز ہندوؤں کے سامنے پڑھ کر ۲- جولائی ۱۹۱۲ء کو سنایا ایسی حالتیں ایک خطرناک الزام مسلمانوں پر بعد میں لگانا نہایت شرمناک حرکت ہے۔

یہ ہے چوہڑیوں کی داستان کی حقیقت اسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی مسلمانوں یا مسلمان افسروں کا کوئی تعلق اور قصور نہیں تھا مگر یہ امر ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک طرف تو راۓ صاحب لالہ سنا لچند صاحب اسکو اتفاقی واقعہ بتاتے ہیں اور دوسری طرف جو تار دیا جاتا ہے اس میں اس کا الزام کنایۃً مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔

ان ہردو واقعات کی حقیقت کے اظہار سے مسلمانوں کی **پوزیشن** صاف ہوجاتی ہے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہ معاملہ اخبارات میں آئے مگر ہمارے جلد باز دوستوں نے ضلع **گورداسپور کے متدین** معاملہ فہم اور رعایا کے سچے ہمدرد ڈپٹی کمشنر کو بدنام کرنے کے لئے غلط واقعات شائع کرنے شروع کیے تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ایک مقامی اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے **اصلیت** کو **گورنمنٹ** اور پبلک کی توجہ کیلئے بیان کردیں اور ناظرین دیکھینگے کہ ہم نے صرف ہندو اخبارات کے شائع کردہ واقعات کو لیکر ان کے ہی مسلمات سے ان کی تغلیط کردی ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ حقیقت الامر کے کھل جانیکے بعد گورنمنٹ اس امر کا پتہ لگانے کی کوشش نہ کرے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو ناگوار صورتیں لیجانے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ بالآخر ہمیں بٹالہ کے ہندو مسلمان لیڈروں کی خدمتیں عرض اتنا عرض کرنا ہے کہ ضلع گورداسپور کے **رحمدل** اور **نیک نیت** اور **شرافت مجسم** ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مشورہ دردِدل سے دیا ہے اسے اپنا دستور العمل بناؤ اور تم اپنی جائز **عزت** اور امتیاز کو جو بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی عمدگی کے باعث ہمیشہ قائم رہا ہے باقی رکھو جو لوگ **قومیت** کا جذبہ پیدا کرنے کے خیال سے دھڑا بندیاں پیدا کرتے ہیں وہ ملک اور قوم کیلئے ایک **لعنت** ہیں۔ ہر شخص اور ہر قوم جائز حدود کے اندر رہکر اپنی ترقی اور بہتری کیلئے کوشش کرے اسکا حق ہے اپنے مذہبی جذبات کی قدر کرے اسکو سزاوار ہے۔ مگر اپنی خفتی اپنے ہیجا احساس کے قیام کیلئے دوسروں کے مذہبی **جذبات** اور حقوق کو پامال کرو یہ آگ فوراً بجھادو اور اپنے خوشگوار تعلقات سے ثابت کردو کہ تم میں شرافت عاقبت اندیشی اور امن پسندی کا پاک جذبہ موجود ہے۔ بٹالہ کے ہندو حکام کا خصوصاً فرض ہے کہ وہ ان غلط واقعات کی تردید کردیں جو انکے منظالم کے نام سے اخبارات میں شائع کئے گئے ہیں اسطرح پر وہ اپنی راستبازی اور امن پسندی کا ثبوت دینے میں قابل قدر ٹھہرینگے ہم نے جو کچھ لکھا ہے محض مجبور ہوکر ذمہ دار افسروں کے دامن کو غلط الزامات سے پاک کرنے کیلئے ورنہ ہم ایسے قضیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں خدا کرے کہ آئندہ ہمکو اسپر لکھنے کا موقعہ ہمارے ہندو بزرگ نہ دیں ؎

من از ہمہ سعدی ات گفتم تو ہم خود فکر کن یارب خود از بہر ایں رفتند آدمی داناد ہوشیار

آخر میں ہم اپنے ضلع کے معاملہ فہم اور نیک مزاج ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک ناصح مشفق کیطرح دونوں قوموں کو ملکر رہنے کا نیک مشورہ دیا۔ اور پوری توجہ اور استقلال کیساتھ ہندوؤں

ہے۔ بیہودہ امر ہے۔ بہت قسمیں کھانے والے کا اعتبار نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں بھی ایک جگہ اس کی طرف اشارہ ہے

لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ

مگر باوجود اس کے قرآن میں قسمیں موجود ہیں میری سمجھ میں ان قسموں میں کچھ حصہ عوام کا ہے کچھ خواص کا اور کچھ حکام کا ہے عرب میں اس جہالت کا دور دورہ تھا ان کا اعتقاد تھا کہ قسم ذلیل کر دیتی ہے۔ ان میں ایک ضرب المثل یا کہاوت تھی کہاوت یا ضرب المثل ایک فقرہ ہوتا ہے۔ جو بڑے تجربوں کا نچوڑ ہوتا ہے وہ ضرب المثل جو عربوں میں قسم کے متعلق تھی یہ ہے۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع۔ قسمیں ملک کو ویران کر دیتی ہیں اور قسمیں کھانے والے کی عزت نہیں رہتی۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ قسمیں ذلیل کر دیتی ہیں اور ملک کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اُن کے سامنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے قسمیں نکلوائیں اور اس طرح پر اُن کے اپنے مسلمہ عقیدہ کے رو سے حجت پوری کی کہ عوام کے خیال کے موافق تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ذلیل اور ہلاک ہو جاتے۔ مگر آپ روز افزوں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ آپ کے اقبال سے شاہان وقت لرزہ کھا جاتے تھے۔ پس عوام کے لئے یہ معجزہ بلکہ آیۃ اللہ اور سلطان مبین ہے حکام کے لئے بادشاہ وقت تک تخت پر بغیر قسم کے نہیں بیٹھ سکتا۔ وزرا۔ پارلیمنٹ کے ممبر قسم کے بغیر اپنے عہدہ پر متعین نہیں ہوتے۔ بڑے بڑے عہدہ داران جیسے چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ ان سے بھی قسم لی جاتی ہے۔ یہ شخصی بات سہی۔ مگر ہماری فاتح قوم نے تو حد کر دی اس کے قانون میں یہ بات لازم ہے کہ مسیحی آدمی قسم کھائے اور باقی کے لئے اقرار صالح کافی ہے۔

غرض عوام کا یہ حال ہے اور حکام کا یہ۔ بیچ میں ہے فلاسفرز لوگ۔ اُن کے لئے قرآن کریم کی قسمیں عجائبات پر مبنی ہیں سنن الٰہیہ یا لاز آف نیچر ہے جب قرآن کریم استدلال کرتا ہے۔ تو فلسفی کا دماغ بھی اس کے ماننے پر تیار ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم میں فلسفی مضمون ہوتا ہے جس کے ماننے میں عقلمند کو مضائقہ نہیں ہوتا اور یہ قسمیں بطور شواہد اور دلائل کے ہوتی ہیں۔ میں قرآن مجید سے ایک دو قسموں کے مقام تمہیں سُناتا ہوں۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ

اس سورت کو بھی قسم سے شروع کیا ہے اور اس میں رات دن کے قدرتی مناظر اور ان کے مختلف نتائج اور عورت و مرد کے باہمی تفاوت اور پھر تعلقات اور نتائج کو بطور شاہد پیش کر کے مسئلہ جزاء اعمال کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کا کیا پتہ ہے۔ نیکوں کو دُکھ اور بدوں کو سُکھ مل جاتے ہیں اس مضمون کو ایک فقیر نے ادا کیا ہے اس کے معنی تو لطیف ہو سکتے ہیں مگر عوام نے اس سے اباحت اور جرأت سیکھی ہے۔

اوتھے گھار گھر ٹیندے ہو پکڑن ساوکھ چھڈن چور

لیکھا بے پرواہیاں دا

یعنی دُنیا اعتبار کے قابل نہیں ایسے مضامین کبھی لوگ غلط سمجھ لیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ حقائق صحیحہ اور نتائج صحیحہ واقعی ہیں یا وہم ہیں۔

اس پر دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو مذہب کے پابند ہیں اور بعض مذہب کے پابند نہیں رہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مذہب کا بڑا پابند ظاہر کرتے ہیں اور اگر ذرا بھی بے ادبی اپنے مقتدا کے خلاف دیکھیں تو جان تک خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر عمل کچھ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عملی رنگ میں جزا و سزائے اعمال کے منکر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں اس عقیدہ باطلہ کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسے اسباب مہیا کرو گے۔ ویسے ہی نتائج ہوں گے اس دعوٰی کا ثبوت ایک قدرتی نظارہ سے دیا جاتا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝ رات کی طرف دیکھو اُس کے صفات اور آثار الگ ہیں۔ جو باغ دن کو راحت بخش ہیں اور جن سے دن کو آکسیجن نکلتی ہے۔ وہی باغات رات کو راحت بخش نہیں اور اب انہیں درختوں سے کاربن نکلتی ہے۔ جو قاطع حیات ہے۔ اور بچوں کے لئے تو وہ خوبصورت درخت رات کو بھوت نظر آتے ہیں۔ دانا کہتے ہیں کہ درختوں سے رات کو کاربن نکلتی ہے۔ مذہب منع کرتا ہے کہ رات کو درختوں کے نیچے نہیں سونا چاہئے دن کی تاثیریں اور عجائبات بالکل جدا ہیں۔ وہی درخت جو رات کو کاربن نکالتے تھے دن کو آکسیجن چھوڑتے ہیں اور ہندوؤں نے تو درختوں کے متعلق مذہبی قواعد بنا دیئے بہت دانائی اور عاقبت اندیشی کی۔ اس گرم ملک میں برڑ اور پیپل خدا کی نعمت ہے ان کی حفاظت ایسی نہ ہوتی جیسی اب مذہبی پیرایہ میں ہو رہی ہے۔

غرض رات اور دن کے جدا جدا لوازمات ہیں اگر کوئی کہے کہ رات کو درختوں کے نیچے سویا کریں تو وہ نقصان اُٹھائیگا۔ دن کو باغات کی سیر کرنے اور اُن کے نیچے سونے کو پسند کیا جاتا ہے اور اس سے طبیعت میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اگر کوئی اتنا باریک علم نہ رکھتا ہو تو دن اور رات کے خواص اور تاثیرات پر فلسفی نظر نہ رکھتا ہو تو فرمایا۔

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ

عورت و مرد کے مساوات والے پڑھیں

عورت اور مرد کی بناوٹ پر غور کرو۔ دو جُدا جُدا ہستیاں ایک ہی نوع کی ہیں۔ مگر ہر دو کے اعمال اور قدرتی فرائض جُدا جُدا ہیں۔

آجکل تھوڑی تعلیم کے لوگ مساوات کی بحث کرتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ میں ایک مرتبہ کشمیر میں ایک دوست مکان پر بلا تکلف چلا گیا وہاں ایک بڑا ڈاکٹر موجود تھا ڈاکٹر سے مراد علم طب کا ماہر نہیں بلکہ عالم مراد ہے اس نے عورتوں اور مردوں کے حقوق کی مساوات پر بحث کی اس نے دو مرتبہ کہا کہ عورت اور مرد باہم برابر ہیں۔ تب میں نے اس کو مخاطب کیا اور پوچھا آپ کا کوئی بیٹا ہے۔ پہلے تو اس نے گروہ سمجھا کہ میں نے بدوں انٹروڈیوس اس سے خطاب کیا مگر جب اس نے دیکھا کہ صاحب مکان میری تکریم کرتا ہے تو اس نے جواب دینا پسند کیا اور بڑی خوشی سے کہا کہ ہاں! میں نے نہایت بے تکلفی سے اس کی چھاتی پر ہاتھ مار کر ٹٹولا۔ اور کہا کہ اب تو آپ کی باری بچہ جننے کی ہوگی۔ میری اس حرکت سے اس نے سمجھ لیا کہ یہ بڑی جرأت والا آدمی ہے اس لئے اس نے گھر والے سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ یہ آپ ہی کہدیں گے۔ میری تو جرأت نہیں کہ بتاؤں۔ پھر اس کو پتہ لگ گیا۔

میرے اس عملی اعتراض پر وہ بہت گھبرایا اور آخر اسے ماننا پڑا کہ عورت اور مرد باہم مساوی نہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت کے خواص الگ ہیں اور ان کے فرائض جدا جدا۔ اگر ان امور پر تم نظر کروگے تو تمہیں صاف معلوم ہو جاویگا اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی۔

جب کام جدا جدا ہیں تو ان کے نتیجے بھی الگ الگ ہونگے اسی طرح پر نیکی اور بدی میں تفاوت ہے۔ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوگا اس کے مطابق اب مسئلہ سزا و جزا کا حل ہوگیا اس طرح پر قرآن مجید کی قسمیں بڑے بڑے مسائل کا حل کرتی ہیں۔ ۲۵ مقامات پر قسمیں آتی ہیں۔ اور وہ حقیقت مدعا کی مثبت ہیں۔

والعصر میں جو قسم ہے وہ بھی ایک امر کی مثبت ہے فرمایا عصر کو دیکھو۔ انسان گھٹنے کی حالت میں ہے۔ ہر گھڑی جو اس پر آتی ہے وہ اس کو کچھ کم ہی کرتی ہے۔ ماں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ ایک دو سال کا ہوتا ہے تو لوگ مبارکباد دیتے ہیں کہ بچہ بڑا ہوگیا اگر غور کرو۔ تو دو سال اس کی عمر سے کم ہوگئے اور دن بدن وہ گھٹتا جاتا ہے۔ انسان گویا برف کا سوداگر ہے ہر لحظہ اس کو کم کر رہا ہے اسی طرح پر انسان کی عمر گھٹتی چلی جاتی ہے تو اب سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کی تلافی کا بھی کوئی انتظام ہے خواہ عصر کے کچھ ہی معنے کرو۔ یہاں بتایا ہے کہ اس کی تلافی کی صورت ہے وہ کیا؟

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کچھ لوگ ہیں جو گھاٹے سے بچائے جاتے ہیں۔ وہ کون ہیں جو مومن اور اعمال صالحہ کرنے والے ہیں۔ اب اگر عصر کے معنی زمانہ کے کرو تو اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے کیونکہ پہلے تو ایک نبی آتا تھا اور شریعت لاتا تھا اور نئی راہیں خدا کی رضامندی کی ظاہر ہوتی تھیں۔ مگر اب تو عصر کا وقت ہے۔ پھر سورج غروب ہوگا۔ آپ جامع کمالات نبوت۔ جامع کمالات انسانیہ اور خاتم کمالات نبوت اور خاتم کمالات انسانیہ تھے۔ پھر عصر کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نچوڑنے سے معنی جیز الگ ہو جاتی ہے اور اس کا روتی حصہ علٰحدہ ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لائے وہ خالص اور تمام صداقتوں کا نچوڑ ہے۔ دنیا میں کثرت سے آئے ہیں۔ منہم قصصنا علیک ومنہم لم نقصص۔

پھر جو آئے ہیں تو کچھ معلوم نہیں کہ ان کی کتابیں محفوظ ہیں یا نہیں۔ پھر وہ کتابیں کمی بیشی تغیر و تبدل سے پاک ہیں یا نہیں۔ غرض بیسیوں شبہات وارد ہوتے ہیں۔

پھر انسانی تاریخ کا پتہ نہیں۔ عیسائی تو پانچ چھ ہزار برس سے پرے کچھ کرنے نہیں دیتے۔ صد ہا ہزار برس بتلاتے ہیں۔ آریوں نے ہر ایک سرب کے اندر خدا کی بادشاہی کو محدود کیا ہے۔ زرتشت کے اتباع نے مہاں سنکھ کے آگے سترہ صفر بڑھا دیئے ہیں۔

مگر ہمارے مولیٰ کے خالق۔ مالک۔ حی۔ قیوم اور رازق ہونے کے لئے کسی وقت کی حد بست کرنا سخت جہالت ہے۔ اس لئے ہماری مقدس کتاب قرآن کریم نے کوئی تاریخ نہیں دی۔

پھر نچوڑنے کے معنوں کو مدنظر رکھکر فرمایا فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ تمام صداقتوں کا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے۔ کوئی صداقت اس پاک کتاب سے باہر نہیں ہم نے مختلف رنگوں میں دنیا کے سامنے اس سوال کو پیش کیا ہے کہ تم کوئی صداقت بتاؤ۔ جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ اولاد۔ بیوی والدین۔ اپنی قوم اور دوسری قوموں سے تعلقات اور خدا کے ساتھ تعلقات کی کوئی جامع کتاب بتاؤ۔ میری عمر بہت ہوگئی ہے اور مذاہب کی تحقیقات کا اتنا شوق رہا ہے کہ میں نے اپنے ہم جولیوں میں نہیں دیکھا۔ پھر مدد الٰہی ایسی پہنچی کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں کے خریدنے کے لئے اموال کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسا فضل کیا کہ وہ مجھے ایسے مخفی طور سے دیتا ہے کہ انسان کی طاقت نہیں کہ معلوم کرسکے ان تمام اسباب سے میں نے اس صداقت کو ہمیشہ لانظیر پایا فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ

غرض اس سورۃ والعصر میں تلافی کے چار قاعدے بتلائے جن پر عمل کرنے سے انسان خسارے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اول۔ ایمان ہو۔ سچی باتوں کا علم ہو۔ عقائد صحیحہ ہوں۔

دوم۔ اس علم اور عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں۔

سوم۔ وہ سچی باتیں اور عقائد صحیحہ۔ پاک تعلیمات جن پر ایمان لاتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ دوسروں کو پہنچائے اس کا نام تواصوا بالحق ہے۔

چہارم چونکہ سچائی کے پھیلانے میں دشمن ضرور ہونگے اس لئے اس کی مخالفت میں صبر و استقلال سے کام لے۔

یہ چار قاعدے ہیں جو شخص ان پر عمل کریگا وہ خسارہ سے محفوظ رہیگا اس نسخہ کو صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین اور اکابر اولیاء و آئمہ نے استعمال کیا۔ اس زمانہ میں ہماری سرکار مرزا صاحب نے تجربہ کیا لیکن جب مسلمانوں نے اس نسخہ کو چھوڑنا شروع کیا اسی وقت سے ان پر زوال آنے لگا۔

سب سے پہلے مسلمانوں نے ایسی جامع کتاب کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ہاں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں۔ جو اس کو پڑھتے ہوں اور پھر اس کے مطلب کی تہ کو پہنچ کر عمل کرتے ہوں۔ پھر اس کے حقائق پہنچاتے ہوں اور ان حقائق کے پہنچانے میں جو تکلیفات پیش آئیں۔ صبر اور استقلال سے اس کا مقابلہ کرتے ہوں۔

موجودہ حالت

چار قومیں ہمارے سامنے ہیں۔ ایک زمیندار ہیں۔ جو صبح سے شام تک گویا مزدوری پیشہ ہیں۔ ان کو کونسا وقت ملتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو پڑھیں اور سمجھیں۔

پھر امرا ہیں انہوں نے اول تو نماز چھوڑ دی ہے اگر پڑھیں بھی تو انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل ہو رہا ہے۔ گھر میں موقعہ مل گیا تو پڑھ لی نہیں تو نہیں۔

ہاں ایسا دیکھا ہے کہ اگر کوئی افسر بال ہو اور وہ نماز پڑھنے لگے تو کم از کم ذیلدار پڑھ لیتا ہے وضو ہو یا نہ ہو۔

پھر علما اور گدی نشینوں کے قبضہ قدرت میں بڑی مخلوق ہے۔ ان کا جو حال ہے اس کو دنیا خوب جانتی ہے ایک چیز ان کے بغل میں ہے کفر کا فتویٰ یا عورتوں کے حلالے کرنا۔ اسی سے ان کا کام خوب چلتا ہے۔ رہی عزت وہ جو کچھ بھی ہے لوگ خوب جانتے ہیں۔ رہے گدی نشین۔ میں خدا

کے فضل سے دونوں میں داخل ہوں۔ اللہ کا فضل دستگیری کرے تو بات بنتی ہے کوئی سات سو برس کی بات ہے۔ ایک نازک خیال فہیم کہتا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

بڑے داناؤں اور اُن کی مجلسوں کے پریسیڈنٹوں سے پوچھو مجھے تو بڑی حیرت ہے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ توبہ فرما آپ کیوں توبہ کم کرتے ہیں۔ ساری کتاب میں اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ ہاں ایک جگہ وہ چوٹ کر کے کہتا ہے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

اس کو سخن شناس سمجھتے ہیں۔ اب قرآن کریم کا پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو پہنچانا اور بالمقابل جب لوگ فتوی دیں اور تو تیاں بجانے والوں کے مقابلہ میں صبر کرے تو گھاٹے میں نہیں رہتا۔

یہ بھی شہر ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ بہت مخلوق اس میں ہے یہاں مسلمانوں کے کئی گروہ ہیں۔ ایک گروہ غزنویوں کے قبضہ قدرت میں ہے ایک اہل فقہ کی جماعت ہے۔ کچھ حصہ ثناءاللہ کے ساتھ ہے اور کچھ پیر کشمیر سے آجاتے ہیں۔ ان میں باہم بغض و عناد اور دشمنی ہے اور قرآن مجید سے اس کا پتہ لگتا ہے۔

فلما نسوا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء

آپس میں دشمنیاں تو ہم دیکھتے ہیں پھر شاید یہ بے ادبی ہو۔ اگر ہم ان کو کہیں کہ تم نے قرآن چھوڑ دیا ہے مگر ہم کیا کریں ایسا کہنے پر ہم بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید یہی فرماتا ہے۔ اگر کوئی عداوت اور کینہ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ تمہیں والعصر سنا دوں۔ خدا کے فضل اور توفیق سے میں نے سُنا دی ہے۔ البتہ میری یہ خواہش ہے اور زبردست خواہش ہے کہ جب مسلمان دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں تو وہ اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں پھر وہ لوگوں کو پہنچائیں اور اگر مخالفت ہو تو صبر و استقلال سے مقابلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے یہ ہوسکتا ہے۔

مجھے کبھی بھی اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ سننے والے بہت آدمی ہیں یا تھوڑے وہ اعلیٰ طبقے کے ہیں یا عوام ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے دل سے ان باتوں کو نکال دیا ہے۔ میں تو خدا کا کلام پہنچانا چاہتا ہوں۔ خواہ کوئی ایک ہی سننے والا ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جو بڑے آدمی ہیں وہ ہمارے ساتھ سردست تعلق نہیں رکھ سکتے۔ ہاں وقت آجائیگا کہ بڑے بڑے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔

ہماری سرکار سے (حضرت مسیح موعودؑ) اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

مگر اس وقت یہ نہیں ہوسکتا کہ جارج پنجم قادیان میں آجاوے اور آکر مرید ہو جاوے کیونکہ اگر وہ آئے تو اس کے آنے سے پہلے سڑک۔ مکان۔ تار گھر وغیرہ سب کچھ فوراً تیار ہو جاوے اور جب وہ وہاں آکر یہ سوچے کہ میرے آنے سے قادیان والوں کو کیا فائدہ ہوا اور مجھ کو قادیان سے کیا فائدہ ہوا؟ تو یہی کہیگا کہ ان غریبوں کے پاس پہلے ہی کیا تھا۔ میری وجہ سے ان کو یہ فائدہ پہنچا وہ نفع ہوا وہ اس پاک صحبت کی قدر نہیں کرسکتا پس یہی حال بڑے آدمیوں کا ہوتا ہے اس لیے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور و مرسل دُنیا میں آتا ہے تو اولًا اس کو غریب اور ضعیف لوگ قبول کرتے ہیں اور بڑے بڑے لوگ قطع تعلق کرتے ہیں۔

کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا

اکابر ماموروں کے ساتھ نہیں ہوتے غریب اور مسکین ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر ان چھوٹوں کو ان سے نفع پہنچتے ہیں۔ میں بھی ایک نمونہ ہوں۔ میرا گھر جہاں تھا میرے اب وہ وہم گمان میں بھی نہیں آتا۔ میری ماں دعوان قوم کی ایک زمیندارنی تھی۔ اپنی قوم میں وہ اکیلی پڑھی ہوئی تھی اور کوئی مرد یا عورت پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ قرآن مجید سے اس کو بہت محبت تھی اور ہمیشہ قرآن پڑھا کرتی تھی خدا تعالیٰ نے میری غذا بھی کلام پاک ہی بنائی ہے میں ہمیشہ اس کو سُنا کر جیتا ہوں۔

میرا باپ ایک غریب اور مسکین آدمی تھا اپنی ضرورت کے موافق تجارت کر لیتا تھا میں اپنا حال جانتا ہوں اور میں خوب سمجھ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب کی صحبت میں میں نے کیا پایا۔ میں نے وہ کچھ پایا جو اہل دنیا اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے مرزا نے مجھے کتنا بڑا آدمی بنا دیا۔ جارج کی سمجھ ہی میں یہ بات نہیں آسکتی۔ اس لئے ارادہ الٰہی اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ غربا کو ماموروں کی صحبت میں بھیجدیتا ہے اور اکابر ان فیوض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

عبداللہ۔ ابی ابن سلول۔ ابوجہل بڑے آدمی تھے وہ اگر مسلمان ہو جاتے تو پھر اپنی ہی خوبی جتاتے اسلام کے احسان اور فضل کو کبھی تسلیم نہ کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے غربا کو ساتھ کر دیا اور وہی غربا آخر مقوقس اور ہرقل کے مقابلے میں آئے اور دُنیا کے فاتح کہلائے۔ میرے تو دل میں کبھی آتا ہی نہیں کہ امیر کیوں الٰہی سلسلوں میں نہیں آتے۔

پس میں تمہیں اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔

درس خواتین سے کچھ فرمان

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین مولانا نور الدین سلمہ رب العالمین

فرمایا۔ یہ جو قرآن حمید میں فرمایا گیا ہے انما اولادکم واموالکم فتنۃ یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور خاص کر عورتوں کے لئے بہت ہی فتنہ ہے۔ فتنہ عربی بولی میں سُنہ کی کٹھالی کی جس میں سونا کھرا کھوٹا پہچانتے ہیں اسے بھی کہتے ہیں تو انسان مومن مال۔ اولاد میں پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً دیکھو صبح کی نماز کا وقت ہے۔ ادھر رات بچے نے پیشاب کر کر کے کپڑے بھگو دیئے بدن پر پیشاب لگا دیا۔ وہ دھونا ہے۔ ادھر سردی ہے۔ بچہ رو رہا ہے۔ ادھر میاں کا ناشتہ تیار کرنا ہے تو ایسی حالت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ نماز پڑھ لینا بہادروں کا کام ہے گویا فتنہ سے کامل اُترنا ہے اسی طرح عصر کو شام کو عشا کو ایسے ہی مشکلات سے نکل یاد خدا کر لینا بہت بڑا بہادری کا کام ہے۔

ایک بزرگ نے اپنی بیٹی کہیں دور بیاہ دی۔ پھر مدت کے بعد وہ میکے آئی تو وہ بزرگ بھری مجلس میں بیٹھے تھے جونہی داماد ان کی نظر پڑے آپ نے فرمایا۔ کیوں جی جب ہماری لڑکی ڈولی میں تھی۔ نماز کہاں پڑھی اس نے کہا حضور شاید اندر پڑھ لی ہوگی۔ کہار چونکہ ناواقف ہوتے ہیں۔ باہر کہاں

نکلتی تو پھر کہا۔ وضو کہاں کیا۔ نہ پڑھی ہوگی۔ وہ خاموش رہا تو فرمایا تو نے اسے طلاق کیوں نہ دیدی۔ یہ تھا خدا کے خوف والوں کا حال۔

فرمایا۔ دھوپ زرد ہو جاوے تو عصر کی نماز جائز نہیں

فرمایا۔ کوئی آدمی تنگی و تکلیف میں رہنا نہیں چاہتا لوگوں نے یہ قرآن حمید کے خلاف مثل گھڑی ہوئی ہے کہ نیکوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں۔ یہ جھوٹی کہانیاں بنی ہوئی ہیں اور یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو کھاتے بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ ابھی عرب میں جو تو پیدا ہی ہوتے ہیں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑے بڑے جلیلقدر بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہی تھیں ایک دفعہ اس قدر روپیہ آیا۔ کہ صحن مسجد بھر گیا۔ تو آپ نے کوئی حساب نہ رکھا اور حکم فرمایا کہ جتنا کوئی چاہے لے جائے۔ کیا یہ بھوکوں ننگوں کا کام ہے۔ یہ بہت غلط باتیں ہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے اور اللہ پاک کو ہر تنگی سے ضرور نکالتا ہے۔ اب دیکھو۔ قادیان کی طرف۔ یہاں کا لباس۔ زبان۔ طرز معاشرت کوئی اچھی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنا ایک بندہ پیدا کیا۔ ہم سب پروانے کی طرح اس پر نثار ہیں۔ فرقان کے معنی بھی یہی ہیں۔ ہر دکھ سے سکھ پہنچانا۔ ہر تنگی سے نجات دینا۔ کوئی متقی ہو۔ ضرور اسے تنگی سے فراخی ہوتی ہے اور دشمن ہلاک ہو جاتا ہے یہ شامت خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔

فرمایا۔ کوئی شخص جب تک کوئی گناہ قصور نہ کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بادشاہی نہیں لیتا جب تک اس کی نافرمانی نہ کی جاوے۔ ایک میرے پیر تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی۔ میں نے سنا ان کا مرید دہلی کا ایک شہزادہ تھا کامران نام۔ ایک دن اس نے سنایا حضرت ہمارے قلعہ میں اسقدر سیہ کاری ہوتی ہے۔ رات کو جتنی رذیل چھوکریاں ہیں وہ شہزادوں کے بستروں پر اور جسقدر شہزادیاں ہیں۔ وہ رذیل لوگوں کے بستروں پر ہوتی ہیں۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ تم نکل آؤ وہاں سے۔ کہتے ہیں کہ پھر کا وقت تھا کہ شہزادہ کامران معہ اہل و عیال آگیا۔ حضرت کو الہام ہوا۔ کہ ہم نے قلعہ کامران کی خاطر سے بچایا ہوا تھا۔ پھر رات کو وہاں غدر ہو گیا اور بڑی بڑی شریف شہزادیاں خاک میں مل گئیں۔ اور عزت برباد ہوئیں۔

فرمایا۔ تکبر۔ فضولی۔ نکما پن تباہ کر دیتا ہے۔ یاد رکھو۔ جو تکلیفیں مصائب آتے ہیں۔ ضرور کسی گناہ کے سبب آتے ہیں۔ مگر اب مسلمان اس مسئلہ کو مانتے نہیں۔

فرمایا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پھیلاؤ۔ حدیثوں کو پھیلاؤ یہ بھی لوگوں نے دنیا میں اب راہ نکالی ہے کہ لمبی نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے یا تو عورت کو گھر کی مالک ہی بنا دیتے ہیں یا پھر ذرا غصہ آیا۔ بس چوٹی پکڑ کر باہر نکال دیا۔ قرآن کے احکام چھوڑ دیئے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک بڑا دکھ ہے۔ گھر گھر لڑائی ہے۔ ساس بہوؤں میں لڑائی۔ دیورانی جٹھانیوں میں فساد۔ میاں بیوی میں جھگڑا بہن بھائیوں میں۔ رشتہ داروں میں پھوٹ۔ اس سے تو مسلمان ذلیل ہو گئے مگر قرآن حمید نے اس کی کیا عمدہ راہ بتائی تھی۔ کہ تمہارے گھر الگ ہوں۔ جب کبھی محبت آئی۔ آپس میں مل لیا۔ اصل میں جب کبھی کوئی لڑائی فساد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

فرمایا۔ محنت کر کے کھانا بہت خوشگوار ہوتا ہے اور انسان خوش رہتا ہے۔ جموں میں ایک دفعہ میں نے دیکھا کڑکڑاتی دھوپ۔ گرمیوں کے دنوں میں ایک موچی دیوار کے سایہ تلے بیٹھکر جوتے گانٹھا کرتا۔ میں خود اس کے پاس گیا کہ جوتا گانٹھ دے۔ حالانکہ جموں میں ہمیں خود جوتے گانٹھوانے کی کیا ضرورت تھی تو وہ کہتا ہے جا میاں اس وقت نہیں۔ یہ آرام کا وقت ہے۔

فرمایا حضرت عالمگیر بہت بڑے عالیشان بادشاہ تھے۔ زیب النسا ان کی بہت پیاری بیٹی تھی دونوں باپ بیٹی قرآن مجید لکھتے یا ٹوپی کاڑھتے اور اسے فروخت کروا کر حلال طیب روٹی کھاتے۔ بلبن التمش بھی یہی کرتے۔ محنت کا کھانا حلال اور طیب کیا عمدہ بات ہے۔ دیکھو! میں خود بھی محنت سے کھاتا ہوں اور خوب محنت کرتا ہوں۔ پیری مریدی کے روپیہ کو میں دیکھتا بھی نہیں۔

فرمایا۔ نکمی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بہت بہت دکھ بنا لیتی ہیں۔ شادیوں غمیوں کے لئے ناحق فضول سامان بنا لیتی ہیں۔ سو تم یہ طریق چھوڑ دو۔ فقط

سکینۃ النساء از قادیان۔

جلسہ مدرسہ احمدیہ

نوشتہ ایڈیٹر بدر

موسمی تعطیلات پر لڑکوں کو رخصت کرتے ہوئے ۹ راگست ۱۹۱۲ء کی صبح کو مدرسہ احمدیہ کا جلسہ ہوا۔ پہلے ایک لڑکے نے قرآن شریف پڑھا۔ پھر سراج الشعرا جناب صدیق ہروی احمدی نے اپنی ایک فارسی نظم پڑھی جو انہوں نے خاص اس جلسہ کے واسطے کہی تھی۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے چند اشعار آگے درج ہوں گے اس کے بعد رحمت علی طالب علم مدرسہ احمدیہ نے اس مضمون پر تقریر کی کہ ہم نے قادیان میں آ کر کیا سیکھا اور باہر جا کر کیا کرنا چاہئے۔ یہاں رہنے کا مقصد حصول علم۔ نیک صحبت سے نیک نمونہ حاصل کرنا اور باہر جا کر وہ تعلیم دوسروں تک پہنچانا بیان کیا اس کے بعد عبیداللہ طالب علم مدرسہ احمدیہ نے فصاحت کے ساتھ جاہلیت عرب کی خراب حالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بےنظیر اصلاح پر ایک مختصر تقریر کی۔ پھر محمود احمد (پسر شیخ یعقوب علی صاحب) طالب علم مدرسہ احمدیہ نے ایک رباعی پڑھکر اور حضرت خلیفۃ المسیح کا شکر ادا کر کے کہ اپنا قیمتی وقت جلسہ کو دیا یہ بیان کیا کہ قادیان میں کوئی دنیوی دلچسپیوں کے نظارے نہیں ہیں۔ طلبا کو ان کے والدین نے یہاں ایک بیش قیمت موتی کو حاصل کرنے کے واسطے بھیجا ہے وہ موتی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قرآن شریف ہے اسے حاصل کرو۔ پر یاد رکھو کہ موتی سمندروں اور پہاڑوں سے بغیر مصائب شدیدہ کے اٹھانے کے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ موتی حاصل کرو۔ اور دوسروں کو دو۔ ہم اپنے معزز ہمعصر شیخ صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں کہ ان کے فرزند نے ایک بےتکلف مؤثر تقریر کرنے کی توفیق خدا سے پائی۔ وہ رباعی جو اس عزیز نے پڑھی یہ ہے۔

خادم قوم ہوں میں خادم اسلام ہوں میں
نور ہی سرکار کا پھر بندۂ بےدام ہوں میں
فخر کرتا ہوں بجا فخر ہے میرا محمود
اک اولوالعزم نبی [illegible] کا ہمنام ہوں میں

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ بچوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہر کام بڑوں کے مشورہ سے کیا کریں۔ سارے جہان سے اعلم۔ اخشیٰ۔ اتقی۔ انقی حضرت محمد خاتم النبیین رسول رب العالمین۔ رحمت اللعالمین۔ شفیع المذنبین ان کو بھی حضرت جل جلالہ نے اپنے ماتحت رکھا۔ اور اپنے اصحاب سے مشورہ کرلینے کا حکم دیا۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ سب کے واسطے مشورہ کا حکم ہے۔ بیٹھنے میں صف بندی اور مراتب کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ لڑکوں کا ایک لڑکا امیر ہونا چاہئے۔ جو مشورہ سے تمام انتظام کیا کرے۔ نقص اور کمزوریاں اس واسطے ہوتی ہیں کہ آئندہ احتیاط کی جائے۔ مومن مامور ہے کہ ماتحت رہے۔ اور مشورے سے کام لے ہر لڑکے کو چاہئے کہ اپنے کلمات کو پہلے لکھ کر محفوظ کرلے۔ پھر رفتہ رفتہ مشق سے فی البدیہہ انسان بول سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر احتیاط کرتے تھے جب آپ کو فرشتے نے کہا اقرأ۔ تو فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تین بار ایسا حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو فرشتہ پڑھے ویسا ہی آپ بھی پڑھتے جاویں مگر آنحضور نے احتیاط سے کام لیا۔ مضمون کو لکھ کر دوبارہ پڑھ لینا چاہئے۔ قرآن شریف سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے۔ فرمایا ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی۔ دوبارہ پھر اس کو ملاحظہ کرلیا۔ بولنے سے پہلے دعا بہت کرنی چاہئے۔ ہمارے صدیق سراج الشعراء نے جو شعر سُنائے ہیں۔ وہ فارسی ہیں۔ بہتوں نے نہیں سمجھے ہوں گے ایک جگہ بڑا لطیف لفظ کہا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

از سروش وحدتم برگوش ہوش آمد خطاب
یا فتی لا تبطل الاوقات فی عہد الشباب

اے نوجوان جوانی کے دن ضائع نہ کر۔ پھر فرماتے ہیں ؎

ہادی خود نفس سرکش را گزینم اے شگفت
گرچہ صد کرت شنیدستم اذا کان الغراب

عرب میں ایک مثل ہے کہ جس قافلے کا لیڈر کالا کوا ہے وہ کیا مراد حاصل کرلے گا۔ اس مثل کے مطابق اگر کوئی شخص نفس سرکش کو اپنا ہادی بنالے تو اسے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ حجت علی نے مستقبل پر نگاہ کرنے پر توجہ دلائی ہے۔ و لتنظر نفسٌ ما قدمت کی آئت کے مطابق یہ درست ہے۔

بعض چیزیں دل کو سیاہ کردیتی ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ مثلاً (۱) خلط۔ لڑکے بچے جب اکٹھے علیحدہ بیٹھتے ہیں تو بہت گپ شپ مارتے اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔ فضولیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسروں کے ساتھ تعلق بڑھا کر اپنے اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے۔ شکوہ و غیبت سُن کر رنج و غصہ بڑھتا ہے۔ تریں مارنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے اچھا لڑکا وہ ہے جو مدرسہ میں استاد کی باتیں سنے۔ گھر میں ان باتوں پر غور کرے (۲) تمنی۔ دل میں بڑے بڑے خیال باندھنا۔ کہ ہم بادشاہ ہوجائیں گے جج بن جائیں گے۔ یہ کریں گے وہ کریں گے اس سے وقت ضائع ہوتا اور جنون پیدا ہوتا ہے۔ (۳) بہت نیند۔ خصوصاً چار وقت کی۔ رات کے پہلے حصّہ کا سونا۔ رات کے آخر حصّہ کا سونا۔ صبح کی نماز کے بعد سونا۔ عصر کے بعد سونا۔ بہت پیٹ بھر کر کھانا۔ اس سے بہت سستی اور دل کی سیاہی پیدا ہوتی ہے ان چیزوں سے بچو۔ یہاں آنا نیک اخلاق کے واسطے ہے۔

تبلیغ بڑا باریک کام ہے۔ بہت سوچ اور فکر سے یہ کام ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان تبلیغ کرتا ہوا کوئی بڑا فساد ڈال دے۔

بہت لفظ اکٹھے کرلینے اور زور سے دوسروں کو مخاطب کرنا آسان ہے پر عمل مشکل۔ سب سے اول اپنے نفس کو درست کرو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں میں چھٹی رکھی ہے آموں کے پھل کا موسم گذر گیا۔ اب ان درختوں کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ایسا ہی ہر درخت اور کھیتی اور ہر چیز کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ان تعطیلوں کے بڑے منافع ہیں اور بڑا نفع یہ ہے۔ کہ آئندہ کے واسطے بڑی تیاری کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منامکم باللیل رات کو کام کاج سے تعطیل کرتے ہوئے سب سوجاتے بعض بچے ہمارے پاس آئے کہ ہمیں ماسٹروں نے تعطیل کے واسطے بہت سارا کام دیا ہے ہمیں بہت سی کاپیاں لے دو۔ یہاں سے تم کو تین تعطیلیں ہیں۔ درس قرآن سے۔ مدرسہ سے اور یہاں کی کھیلوں سے۔ تم ان تعطیلوں میں اپنے آپ کو آئندہ کے واسطے تیار کرو۔ واللہ یقبض و یبسط۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بال کو لے لیتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے یہ بھی ایک تعطیل ہے۔ تم جانتے ہو۔ میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں کہ پھر آنے کے واسطے تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ تمہیں غلطیوں اور بدصحبتوں سے محفوظ رکھے۔ نیک نمونہ بن کر جاؤ۔ اور نیک نمونہ بن کر آؤ۔

اس کے بعد مولوی صدر الدین صاحب کی تحریک پر عزیزان عبد الحی و عبد السلام کے سفر میں بسلامت رہنے اور سلامتی سے واپس آنے کی اور تمام بچوں کے واسطے دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا۔ ہمیں اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے زیر انتظام و تعلیم مدرسہ احمدیہ کے طلباء علمی اور روحانی نمایاں ترقی کررہے ہیں۔ اللھم زد فزد

اسلامی جوش نہیں بلکہ ہندو جوش لگام کا محتاج ہے!

نہائت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض ہمارے ہندو بھائی اپنے جوش اور غیظ و غضب میں اس قدر حد سے گذر گئے ہیں کہ وہ ایک معمولی اور سیدھی سادھی بات بھی تحمل اور بردباری تو درکنار شرافت سے نہیں کر سکتے۔ چنانچہ لاہور کے اخبار ہندو نے اپنی ۲۵ جولائی اور یکم اگست کی اشاعتوں میں متواتر "اسلامی جوش لگام چاہتا ہے" کے عنوان سے نہائت دل آزار مضمون شائع کئے ہیں۔ انسانوں کے لئے لگام کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ تو ایک مسلّم امر ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پُرجوش ہندو (جو اپنے آپ کو ہندو ماتر کا جان نثار کہتا ہے) کی نگاہ میں غریب مسلمان انسانیت کے دائرہ سے خارج ہو کر حیوان بن چکے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک قوم کی دل آزاری اور لائبل کیا ہو سکتی ہے وہ قوم جس میں لاکھوں انسان نہائت ہی برگزیدہ اور اعلیٰ اخلاق و صفات کے ہیں۔ اس کے تمام افراد کے لئے ہندو کا لگام تجویز کرنا ہندو تہذیب اور شرافت کا تقاضا ہو۔ تو ہمیں معلوم نہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہندو کی ان گالیوں کا جواب صدائے گنبد کے رنگ میں دیں کیونکہ کتا اگر کسی انسان کو کاٹے تو انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ بھی کتے کو دانت مارے۔ البتہ ہم اپنے معزز دوست ہندو کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ واقعات کی بنا پر اپنی شکایات پیش کرنے کا تو حق رکھتے ہیں۔ مگر یہ اُن کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ متانت اور شرافت کی حدود سے گذر کر گالیاں دیں۔

ہندو نے سب سے اول گورنمنٹ پر اعتراض کیا ہے کہ کیوں اس نے مسلمانوں کے اس مطالبہ پر توجہ کی کہ کونسلوں میں ان کے حقوق نیابت جداگانہ تسلیم کئے جاویں۔

گورنمنٹ ہند اگر مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرے اور اپنی دانشمندی اور رعایا پروری سے ان کی جائز اور مبنی بر عدل خواہش کو پورا کرے تو ہندو چلاتا ہے اور اگر مسلمان اپنے درد کا اظہار کریں تو یہ ہندو کو ناگوار گذرتا ہے گویا اس کا یہ منشاء ہے کہ مسلمانوں کو کان سے پکڑ کر یا تو ہندوستان سے نکال دے اور یا وہ ان کے غلام بن کر رہیں۔

اصل میں ہندو اور اس کے ہم خیالوں کو سارا غصہ تو گورنمنٹ پر ہے جو ایسے مشیر کی باتوں کو نہیں سُنتی۔ چونکہ پریس ایکٹ گورنمنٹ پر کھلے حملے کرنے سے قانون کا خاردار لگام دینے کو تیار ہے اس لئے مسلمانوں کو گالیاں دے لینا آسان ہے یہ کیسا ظلم اور اندھیر ہے کہ مسلمانوں کو اپنے حقوق بھی پیش کرنے کی اجازت نہ ہو۔ گورنمنٹ کے لئے ساری رعایا یکساں ہے۔ وہ حکومت کے اصولوں اور عدل و انصاف کے پیمانہ کو بخوبی سمجھتی ہے۔ جیسا تمہیں اختیار اور آزادی ہے کہ تم اپنے مطالبات اور معروضات ادب کے ساتھ پیش کرو۔ اسی طرح مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے۔

گورنمنٹ دونوں فریق کے مطالبات کو وزن کرنا جانتی ہے جب ایڈیٹر ہندو گورنمنٹ ہند کی کرسی پر متمکن ہوگا اس وقت جو سلوک وہ مسلمانوں سے کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مگر گورنمنٹ ہند اپنے عدل اور انصاف کے پیمانوں کو گنگا کے دہانے میں ڈبونے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ کو اس الزام میں کوسنا کہ وہ مسلمانوں کے جائز حقوق کا لحاظ کیوں رکھتی ہے ایک ایسی ذلیل حرکت ہے جو بجز سیاہ دل حاسد کے کوئی نہیں کر سکتا۔

پھر ہندو نے گورنمنٹ برطانیہ کو کوس کر اپنے عنان قلم کو نادر اور اورنگ زیب کی طرف پھیرا ہے۔ معلوم نہیں ان بزرگوں نے ہندو کا کیا قصور کیا ہے۔ ان لوگوں پر حملہ کرنا جو اس دُنیا میں آج موجود نہیں ہیں۔ نہائت ہی تنگ ظرفی اور بزدلی کی بات ہے اور خصوصاً جبکہ وہ حملہ بالکل ناجائز اور غیر مناسب ہو۔ نادر نے اگر حملہ کیا تو ایک اسلامی سلطنت پر اور یہ خدا تعالیٰ کی ایک تنبیہ تھی مغل ایمپائر کے لئے۔ اس حملہ سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کو ایسا نقصان پہنچا کر آخر ایک شاعر پر اس بڑی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ جو گریٹ مغل ایمپائر کہلاتی تھی۔

نادری حملے کی ناروا شکائت کرنا خواہ نخواہ ہندو قوم کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا ہے۔ ورنہ اگر محض جنگ یا حملہ بر ہند کوئی بُری چیز ہے تو کیوں ہندو کا نار نخدان ایڈیٹر سکندر اعظم کو نہیں کوستا۔ جس نے مسلمانوں سے عرصہ دراز پہلے ہندوستان پر حملہ کیا اور یونانی سرداروں کو یہاں کے بزرگواروں نے اپنی لڑکیاں دینا فخر سمجھا۔ آج جس مغل ایمپائر کے ایک نہائت متدین بادشاہ حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ پر ہندو حملہ کرتا ہے۔ راجپوتانہ کے بڑے بڑے غیور اور باحمیت راجے اس کے اجداد کو اپنی لڑکیاں دیکر مونچھوں پر تاؤ دیتے تھے۔ اور ناز کرتے تھے کہ ان کی بیٹیاں مغل بادشاہ کی حرم سرا میں ہیں۔ اور یہ قسمت کا پھیر ہے کہ آج وہ ہندو اخبار کے ایڈیٹر کی زبان سے گالیاں سُن رہے ہیں شائد ہندوؤں کی طرز معاشرت کے لحاظ سے ان کا یہ بھی حق ہو۔

بہرحال ہمارے معزز ہمعصر کو ان پُرانی باتوں کو چھیڑنا جن کی کچھ بھی اصل نہیں ایک سخت غلطی ہے۔ جس قوم کے سامنے ہم ایک وقت اپنا سر جھکانا فرض اور عبادت سمجھتے رہے ہوں۔ دوسرے وقت انہیں کو کوسنا مناسب نہیں ہے۔

اس پرانے شکوہ اور شکائت کے بعد ہندو نے ملتان اور بٹالہ کے واقعات کو دوہرایا ہے۔ ملتان کے معاملات کا تو قطعی فیصلہ ہو چکا اور بٹالہ کے معاملے کے متعلق بھی اب کوئی امر زیر بحث نہیں۔ ہم نے الحکم کی اشاعت گذشتہ میں اس معاملہ کو ہندو اخبارات ہی کے بیان کے موافق کھول کر دکھا دیا ہے کہ قصور کس کا ہے؟ اب اس پر اضافہ کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں اس غلط فہمی کو رفع کرنا اب بھی اور اس کے بعد بھی ہمارا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو ہندو کی اس تحریر کو غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر جس کے لئے خاردار لگام کی ضرورت ہو۔ اس کے منہ میں لگام دیدینا چاہئے۔ ہندو کہتا ہے کہ

"ادھر بٹالہ میں یہ نیا گُل کھلا ہے کہ ایک عرصہ کی کھلی ہوئی جھٹکے کی دوکان کو شہر سے اٹھوا کر باہر دور کر دیا اور جھٹکے خانہ کا بھی موقعہ تبدیل کرا دیا۔"

ہندو کے اس فقرہ پر خوب غور کرنا چاہئے کہ کیا جھٹکے کی دوکان مسلمانوں نے اُٹھوا دی؟ خود ہندو لیڈران تسلیم کر چکے ہیں اور ان تاروں اور مضامین سے جو اخبار و

میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمشنر حفظان صحت کی سپارش پر یہ دوکان اُٹھوائی گئی۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کا کیا قصور ہے۔ یہ قصور اگر ہوگا تو کمشنر حفظان صحت کا اور پھر بٹالہ کی میونسپل کمیٹی کا۔ علاوہ بریں قابل غور امر یہ ہے کہ وہ دوکان شہر کے اندر کبھی بھی نہ تھی یہ ایک غلطی ہے جو ہمارے ہندو احباب پھیلا رہے ہیں۔ اس لئے ہندو کو چاہیئے کہ وہ بٹالہ کی میونسپلٹی کے ہندو ممبروں اور کمشنر حفظان صحت کو ہاں پی لی کر۔ نہیں بلکہ جھٹکے کی ہڈیاں نوچ نوچ کر کھانے نہ غریب مسلمانوں کو۔ مسلمانوں کے اختیار میں اگر یہ امر ہوتا۔ تو پہلے ہی کیوں اسے نہ اُٹھوا دیتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ہاتھ اس معاملہ میں نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ مسلمانوں کو اس امر کی مذہباً کوئی پرواہ نہیں۔ ایک شخص خواہ کتا کھائے یا سؤر کھائے یا جھٹکا کھائے یا مردار سب برابر ہیں۔ چوہڑے اگر کھاتے ہیں تو کیا مسلمان شکائت کرتے ہیں۔ پھر ہندو اگر جھٹکا کھا دیں تو ہمارا کیا نقصان۔ یہ تو ہندو دوستوں کی ہی مہربانی ہے کہ اگر چوڑے ہے ان کی مردہ گئے کو کھائیں تو انہیں بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن اگر مسلمان ذبح کرکے کھائیں تو مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بٹالہ کے جھٹکا کا معاملہ مسلمانوں کے ہاتھ سے بالکل دور ہے اور اسی طرح دور ہے جس طرح پر ان کے نزدیک وہ حرام ہے۔ خواہ نخواہ مسلمانوں کو گالیاں دینا ہندو اخباروں کی شرارت ہے جو اسی مثل کی مصداق ہے۔

رونندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دے

دراصل ہندو اخبار گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ آفیسر کی شکائت کرتے ہیں کہ کیوں اس نے حفظان صحت کے اصولوں کی بنا پر دوکان کا موقعہ تبدیل کرا دیا اور پھر اس فضول اور لغو شکائت کو جھوٹ کا رنگ دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی

اس کا فیصلہ ہندو کریگا کہ ان تین مختلف روائتوں میں سے کون سی سچی ہے اور کس راوی نے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے ایک روائت اُن ہندو لیڈروں کی ہے۔ جنہوں نے وائسرائے اور لاٹ صاحب کو تار دیئے۔ کہ

کنوؤں میں ہڈیاں ڈالی گئیں

دوسری روائت ان قابل اور لائق نامہ نگاروں کی ہے جنہوں نے پنجابی میں مضامین لکھے کہ

کنوؤں کے پاس ہڈیاں پھینکی گئیں

تیسری روائت سچائی اور صاف گوئی کے دیوتا ایڈیٹر صاحب ہندو کی ہے کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی گئی

اس کا فیصلہ ہم ایڈیٹر ہندو پر چھوڑتے ہیں کہ اس بے ایمان اور جھوٹے آدمی کا وہ پتہ دیں جس نے اس معاملہ میں غلط بیانی کر کے واقعات کو مشکوک کر دیا۔ پنجابی اور پرکاش اور ہندو کے قانون دان ناظرین سے عموماً اور بٹالہ اور گورداسپور کے اُن ہندو وکلا سے (جو اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں) خصوصاً یہ سوال کرنا بے موقع نہیں کہ آپ اپنی وسیع قانونی واقفیت کی بنا پر بتائیں کہ جس مقدمہ میں ایسی متضاد شہادت موجود ہو کیا وہ ملزم جس کے خلاف ایسی بے سرو پا شہادت ہو۔ سزا پانے کے قابل ہو سکتا ہے؟

وہ فیصلہ بڑا ہی دلچسپ ہوگا۔ جو ہندو کا ایڈیٹر ان ہرسہ بیانات میں سے ایک صحیح اور امر واقعہ بیان کو ظاہر کرنے کے لئے دیگا۔ کیونکہ ان تینوں میں سے **کوئی ایک ضرور جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والا ہوگا** جبکہ واقعات کو اس قسم کی جھوٹ آفرینی سے پیدا کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کا دامن بچانا ایک مشکل امر ہے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے دوست ان پر کوئی الزام نہ تراش دیں۔ رہی یہ بات کہ ان واقعات میں معزز اور ممتاز حکام کا بھی تعلق بیان کیا جاتا ہے۔ جو برملا اسلام کی حمائت میں وعظ کرتے ہیں اور ہندوؤں کی دل آزاری میں عملی حصہ لے رہے ہیں۔

یہ بات ایسی ہی جھوٹ ہے جیسے ایڈیٹر ہندو کا **بیان کردہ واقعہ مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کا۔** جس ذریعہ سے انہیں مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کی روائت پہنچی ہے۔ غالباً اسی گندی نلی سے اسے یہ نجاست ملی ہے کیا اس سے پہلے وہ معزز اور ممتاز حکام کبھی شہر میں نہیں رہے اگر وہاں ہندو مسلمانوں کا سوال ان کی ذات سے پیدا ہوا ہے اور وہاں بھی انہوں نے ہندوؤں کی عملی دل آزاری کی ہے جس کے معنی کرنا ہندو کا کام ہوگا تو کم از کم قیاس ہو سکتا ہے۔ یہاں بھی کی ہوگی۔ لیکن اگر ان کا دامن اس داغ سے پاک ہے۔ تو یہ بکواس اُن کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ ہم نے ان بیانات کو جو بٹالہ کے ہندو لیڈروں نے ہر جولائی کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کے سامنے دیئے۔ خوب غور سے سنا تھا اور ہم سوچتے تھے کہ وہ بٹالہ کے سب ڈویژنل آفیسر کی تبدیلی پر تو زور دیتے ہیں۔ مگر کوئی ایسی وجہ نہیں بتاتے اور نہ کسی الزام کو پیش کرتے ہیں۔ یہ سارا شور و شر محض پنڈت کرتا کشن صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

اس مضمون کے آخر میں ہندو نے ہندوؤں کی طاقت کی دھمکی دی ہے مگر قانون کی خار دار لگام سے ڈر کر رہ ہٹ آ گیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

"ہندو تعداد کے لحاظ سے پنجاب ایسے صوبہ میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے اتنے گئے گذرے نہیں کہ پسّو مچھر کی طرح مسل دیئے جا سکیں۔ دھن میں وہ مسلمہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ طاقتور ہیں تعلیم اور عقل میں بھی وہ فوقیت رکھتے ہیں اس لئے اگر وہ چاہیں تو اینٹ کا جواب پتھر دے سکتے ہیں"

ہم ایڈیٹر ہندو کے ان اسباب پر جو اس کی قوم کو مسلمانوں پر فضیلت کیلئے حاصل ہیں کو صحیح تسلیم کر کے اتنا اور اضافہ کر دیتے ہیں کہ نہ صرف یہ بلکہ ع

حسن کی سرکار میں جتنے بڑے ہے ہندو بڑے ہے

حکومت اور سرکار حسن میں بھی ان کی طاقت سحر آفرین ہے اور مسلمان بیچاروں کی ہستی ہی کیا۔ جو وہ اس قوم کا مقابلہ کرے۔ مگر بندہ نواز! ایک بے کس اور بے بس قوم کو آپ کے مقابلہ کی حاجت ہی کیا۔ وہ تو اپنی ہی مصیبت میں پڑی سسک رہی ہے۔ یہ تو اسی دھن۔ دولت اور حسن و طاقت کے کرشمے ہیں اور نشے ہیں۔ جو آپ کو بے خود بنا رہے ہیں اور ایک بپھرے ہوئے بھیڑیئے کی طرح

ایک معصوم بکری کے بچے کو ڈانٹتے ہو کہ تم پانی جوٹھا کرتے ہو۔ اگر دولت کا گھمنڈ اور طاقت و تعلیم کا نشہ نہ ہوتا۔ تو سرکاری افسروں پر الزام لگانے سے آپ کی عقل اور شرافت کچھ تو شرم دلاتی۔

بالآخر ایڈیٹر ہندو کی یہ دھمکیاں ہم خاک نشینان قعر مذلت کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ ان دھمکیوں کی مخاطب در اصل گورنمنٹ ہے۔ جس کے انصاف و عدل پر حملہ کیا جاتا ہے اور جس کو عملی رنگ میں ایسا بے وقوف بتایا جاتا ہے کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کے حقوق میں کیوں امتیاز کرتی ہے۔ ہندو کے اس مضمون کو پڑھنے سے ایک سربستہ راز کھلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ساری شرارتیں اور سحر افرنیاں محض اس لئے ہیں کہ

گورنمنٹ کو جداگانہ انتخاب سے روکے

ہم یہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ جھٹکا کا سوال جو پنجاب میں ہر جگہ پیدا ہو رہا ہے اس کی تہ میں در اصل یہی امر ہے۔ ہندو نے اپنے مضمون کو اسی سے شروع کیا ہے اور اسی ایک دکھ سے بیقرار ہو کر ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم اس سربستہ راز کو کچھ اور بھی ہندو اخبارات کی تحریروں کی بنا پر کھول دیں گے۔ سردست ہم اسی قدر اشارہ سے کام لیتے ہیں۔

چونکہ اس معاملہ بٹالہ کے ضمن میں وہاں کے سب ڈویژنل آفیسر خانصاحب سردار محمد ظفر خان صاحب انسپکٹر پولیس کا نام بھی ہندو اخبارات اشارۃً اور کنایۃً لیتے ہیں اس لئے ہم بہ ادب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی اور اپنے ذمہ دار حکام کی عزت اور قانون کی عزت کے لئے ایک پریس کمیونک کے ذریعہ اس امر کو صاف کر دینا چاہئے۔ کہ بٹالہ کے مندروں یا کنوؤں میں ہڈیاں ڈالنے کا معاملہ کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اور اس کے ساتھ مندرجہ بالا افسران کا کیا تعلق ہے؟

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ سنجیدہ پبلک اور دانشمند گورنمنٹ خوب جانتی ہے۔ کہ بٹالہ کے معاملہ کی حقیقت محض ایک خانہ ساز شرارت ہے۔ جو ایک اتفاقی واقعہ سے پیدا ہوئی اور یہ آفیسر گورنمنٹ کے ایک عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے کبھی اور کسی مقام پر ہندو مسلمانوں کے سوال کا ذریعہ نہیں بنے اور گورنمنٹ ان کی جان فروشی سے خوب واقف ہے۔ لیکن ان پر جھوٹے الزام لگانے والوں کی منڈلی کو عبرتناک تنبیہ ہونی چاہئے۔ تاکہ آئندہ کسی کو بدنام کرنے کی جرأت نہ کریں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے۔ آپ بدستور اپنے دینی مشاغل اور نفع رسانی خلائق میں مصروف ہیں اور رمضان کی وجہ سے روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی بخیریت ہیں۔

۳۔ امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب ضلع ہوشیارپور سے دار الضعفاء کے لئے چندہ وصول کر کے الحمد للہ قادیان پہنچے اور اب سرسہ اپنے خلف الرشید ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس چلے گئے ہیں۔

۴۔ بارشیں خوب کثرت سے ہو چکی ہیں۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کی چچازاد بہن نے قادیان میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

اعلان

گذشتہ ایام میں کچھ تو بارش کی وجہ سے کام بند رہا اور کچھ میری چچازاد بہن کی علالت اور پھر اس کی وفات کی وجہ سے ایسے اسباب پیش آئے کہ اخبار وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ ابھی تک بٹالہ کے راستہ میں بار برداری کی دقت ہے اور کاغذ مطبع میں نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے یہ بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔

آئندہ چونکہ میں اپنے ایک دیرینہ مجوزہ سفر کا ارادہ کر رہا ہوں جس کی اطلاع انشاء اللہ علیحدہ ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ خریداران اخبار کو دی جائیگی۔ اس لئے میں نے اپنی غیر حاضری میں اخبار کو باقاعدہ شائع ہونے کے لئے ایک بورڈ کے سپرد کر دینا چاہا ہے اس کے متعلق بعض امور قابل تصفیہ ہیں اگر یہ انتظام خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو گیا تو مجھے امید ہے۔ کہ ایسی ایک صورت پیدا ہو سکیگی۔ جس سے الحکم کی دلچسپی باقاعدگی اور ترتیب مضامین میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے اس انتظام کے دوران میں ممکن ہے الحکم کی بے قاعدگی اور بھی ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ یہ تعویق اور بے ضابطگی بہترین نتائج کا موجب ہو ہو نعم المولیٰ ونعم الوکیل۔

ریمارک

ظہیر کا ابتلا بعض احباب نے اس خط و کتابت کے لئے جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی۔ جلد شائع کر دینے کے لئے تاکید کی ہے۔ وہ اگلی اشاعت تک انتظار کریں۔

سیرۃ المصطفیٰ اس نام کی کتاب نہایت خوبصورت تقطیع اور عمدہ کاغذ پر مولوی محمد اسمٰعیل خان صاحب نے حال میں شائع کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لائف ہے۔ جو بچوں نوجوانوں اور لڑکیوں کے پڑھنے کے لئے نہایت سلیس اور شستہ اسلوب پر لکھی گئی ہے۔ اس کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند کیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور ریویو کیا ہو گا۔ میں تو ہر مسلمان کو اس کتاب کے پڑھنے اور پاس رکھنے اور اپنے لئے اسوہ بنانے کی تحریک کرتا ہوں اس قسم کا لٹریچر پھیلانا مسلمانوں میں پھیلانا مسلمانوں میں اسلام کی روح پھونکنا ہے۔ میں الحق کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اس کو بطور درسی کتاب کے اسلامی سکولوں میں داخل کیا جاوے قیمت صرف ۸ ہے منشی حیدر خان صاحب نظامی مہتمم نظامیہ ایجنسی مزنگ (لاہور) سے ملیگی۔

جواب اشتہار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس اشتہار کا